فقط ساحل پہ بیٹھے بے بسی کی خاک اُڑاؤں
کہ تند و تیز موجوں کی طلب میں ڈوب جاؤں

سمندر سے مرا رشتہ بہت گہرا ہے لیکن
کبھی پتھر کے ٹیلوں کی روش بھی آزماؤں

بہت گہری تپش کے بعد کی بارش نے سوچا
میں کیسے اِس زمیں پر اِک نیا طوفان لاؤں

مزاجِ موسمِ گریہ کو بھی تو یاد رکھوں
میں جب احساس کی مٹی سے اپنا گھر بناؤں

تصرّف میں تو آئے مرہمِ آسودگی بھی
اُسے بھی زخم دوں اور خود بھی گہری چوٹ کھاؤں

میں اپنے دل کے دروازے پہ بیٹھی سوچتی تھی
اسے باہر سے بھیڑوں یا پھر اندر لوٹ جاؤں